علم اصول حدیث اور اس کا ارتقاء

ڈاکٹر خالد علوی

مسلمان اس اعتبار سے دنیا کی منفرد قوم ہے کہ اس نے اپنے نبی کے احوال و آثار کو محفوظ کرنے میں بے مثال سرگرمی کا مظاہرہ کیا آنحضورؐ کی سیرت کی حفاظت غرض ان جزئیات کا بھی استقصاء کیا جو بظاہر غیر اہم معلوم ہوتی تھیں۔ آپ کے رفقاء سے آپ کے اکل و شرب قیام و قیود، بیداری، نوم، سفر و حضر اور امن و حرب کی جملہ تفصیلات کو نقل کیا۔

یہ امر ملحوظ خاطر رہے کہ یہ نقل و روائت کا عمل بے ہنگم نہیں تھا اوّل روز سے ہی احتیاط پیش نظر رہی ابتدائی دور میں جو سادہ احتیاطی تدابیر تھیں آگے چل کر اصول علمیہ کی صورت اختیار کر گئیں۔

حافظ ذہبی نے ابوبکر صدیقؓ کے احوال میں لکھا ہے کہ وہ پہلے آدمی تھے جنہوں نے قبولِ خبر میں احتیاط سے کام لیا حضرت عمرؓ کے بارے میں لکھا کہ انہوں نے محدثین کے لئے روایت میں جانچ پڑتال کا طریقہ وضع کیا اور جب انہیں شک ہوتا تو خبر واحد کو قبول کرنے میں توقف سے کام لیتے۔[2]

اور حضرت علی کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا کہ وہ امام عالم تھے اور روائت قبول کرتے میں چھان پھٹک سے کام لیتے یہاں تک کہ روایت کرنے والے سے حلف کا مطالبہ کرتے۔[3]

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ابن عمرؓ کی روائیت میت کو اس کے خاندان کی آہ و بکا کے باعث عذاب ہوتا ہے" پر اعتراض کیا کہ یہ قرآنی آیت "لا تزر وازرۃ وزر اخری"[۳] کے خلاف ہے اور کہا کہ انہیں سننے میں غلطی ہوئی[۴] ہے۔ ان حضرات کی احتیاط صحابہ پر عدم اعتماد کا نتیجہ نہیں تھی کیونکہ یہ سب لوگ صحبت رسول کے فیض یافتہ تھے یہ متقیانہ روش تھی کہ آنحضور کی طرف سماع و فہم کی غلطی سے کوئی غلط بات نہ منسوب ہو جائے اکثر صحابی روایت کرتے وقت حضور اکرم سے مروی یہ قول پیش نظر رکھتے۔

من کذب علی متعمداً فلیتبوأ	جو شخص جان بوجھ کر میری طرف جھوٹ منسوب
مقعدہ من النار[۵]	کر کے بیان کرتا ہے اسے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لینا چاہیے

صحابۂ کبار اور تابعین کا دور، عہد رسول سے قرب کے باعث اور ان حضرات کی عدالت اور ان کے شرف کی وجہ سے جرح و تعدیل کا موضوع نہیں بنایا جا سکتا۔ کیونکہ صحابہ عدول تھے۔[۶] اور تابعین محترم لیکن ان کی روایات کی جانچ پڑتال کی جا سکتی ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے سانحہ سے ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔ اسے قدماء کی اصطلاح میں "قرنِ فتنہ" کہا جاتا ہے۔ اس دور میں بدعات کا آغاز ہوا۔ اور رسول اللہؐ کی طرف منسوب کر کے اقوال وضع کیے گئے۔ مبتدعین اور فتنہ گروں نے وضع احادیث کا سلسلہ شروع کیا۔ یہی وہ دور ہے جب حدیث کے سلسلے میں اسناد اور روات کے احوال پر زیادہ توجہ دی جانے لگی۔ مسلم نے اپنی صحیح کے مقدمے میں اور ترمذی نے اپنی "العلل" میں محمد ابن سیرین سے نقل کیا۔

لم یکونوا یسألون عن الاسنادِ	اہل علم پوچھ گوچھ نہیں کرتے تھے جب دور فتنہ
فلما وقعت الفتنۃ قالوا	آیا تو کہنے لگے ہمارے لئے تمہارے لوگ

سمعوا لنا رجالکم فینظر الی حدیث اھل السنة فیؤخذ حدیثھم وینظر الی اھل البدع فلا یؤخذ حدیثھم[8]

سنتے ہیں سو اہل سنت کو حدیث کی جانب متوجہ ہونا چاہیئے اور ان سے اخذ حدیث کرنا چاہیئے اور اہل بدعت کا دھیان رکھیں اور ان سے اخذ حدیث نہ کریں

علماء صحابہ نے لوگوں کو اس امر کی ترغیب دی کہ راویوں سے حدیث اخذ کرنے میں احتیاط سے کام لیں اور صرف انہی افراد سے حدیث قبول کریں جن کے دین اور حافظے پر انہیں اعتماد ہو اس طرح اہل دین میں ایک قاعدہ اشاعت پذیر ہوا۔ جس کے الفاظ کچھ یوں تھے۔

انما ھذہ الاحادیث دین فانظروا عمن تاخذونھا۔[9]

بلا شبہ یہ احادیث دین ہی تو ہیں سو تمہیں ضرور جانچنا چاہیئے کہ تم کس سے اخذ کر رہے ہو۔

اسی نقطہ نظر نے جرح و تعدیل کے اصول کو جنم دیا جو اصول حدیث کی اساس ہے صحابہ میں سے حضرت عبداللہ ابن عباس عبادہ ابن الصامت[11] اور انس بن مالک[12] وغیرہ نے رجال کے بارے میں اظہار خیال کیا گو اس کی حیثیت بالکل ابتدائی تھی تابعین میں سے سعید ابن المسیب[13]۔ عامر الشعبی[14] اور ابن سیرین[15] وغیرہ۔ رجال کی تحقیق کے سلسلے میں اس طریقہ کار کو آگے بڑھایا۔ اہل علم نے اخذ حدیث کے طریقے اصل ماخذ تک پہنچنے میں پوری تگ و دو سے کام لیا۔ حدیث کی کتابوں میں "رحلات علم" کے عنوان سے خاصا مواد موجود ہے۔ اسناد کی جانچ پڑتال اور طلب حدیث کے لئے طویل سفر کے نتیجے میں ایک حدیث کو دوسرے راوی کی روایت سے تقابل کا اصول اختیار کیا گیا اور اس طرح موضوع اور ضعیف کی معرفت حاصل کی گئی۔ نتیجتاً صحیح اور ثقیل محفوظ و غیر محفوظ کے درمیان تمیز کا سلسلہ شروع ہوا۔ قرن اول ہی میں حدیث مرفوع، موقوف، متصل اور مرسل کی اصطلاحیں مستعمل ہونا شروع ہو گئیں۔

دوسری ہجری میں عمر بن عبدالعزیز[16] کی مساعی سے تدوین حدیث کا کام شروع ہوا۔ تو امام

المحدثین محمد بن مسلم بن شہاب[17] الزھری نے جمع حدیث اور تنقیح روایت کے سلسلے میں اصول وقواعد منضبط کئے حتیٰ کہ بعض علماء نے انہیں مصطلح الحدیث کا موجد قرار دیا۔[18]

صحابہ اور تابعین کے دور تک اسناد مختصر اور واضح تھیں لیکن دوسری صدی کے آخر میں یہ سلسلہ طویل بھی ہوگیا اور اس میں غیر محکم عناصر بھی داخل ہوئے نتیجہ یہ ہوا کہ حدیث کی معرفت رواۃ کا مکمل علم اور متنِ حدیث کی صحیح پہچان ایک مشکل مسئلہ بن گیا۔ اس عہد میں ضوابط بنتے گئے اور حدیث کی صحیح حیثیت متعین کرنے کے لئے اصول وضع کرنے کو وسعت دی گئی۔ تیسری صدی تدوین علوم کے لئے سنہری دور کہلاتی ہے اس عہد میں علوم حدیث کی مختلف صنفیں مختلف بنیادوں پر منظم کی گئیں۔ مثلاً علم الحدیث الصحیح وعلم المرسل وعلم الاسماء والکنیٰ وغیرہا۔ علماء نے ہر نوع میں خاص تصنیفات مرتب کیں۔

یحییٰ بن معین متوفی ۲۳۴ھ نے تاریخ رجال میں محمد ابن سعد[20] متوفی ۲۴۰ھ نے طبقات اور احمد بن[21] حنبل متوفی ۲۴۱ھ نے "العلل" اور الناسخ والمنسوخ مرتب کیں امام بخاری کے استاد علی بن عبداللہ المدینی[22] نے مختلف فنون پر تقریباً سو کے قریب کتابیں تصنیف کیں۔ علوم الحدیث کی تدوین میں ہر علم پر خصوصی کام ہوتا رہا لیکن اس کے مجموعے کے لئے علوم الحدیث کی اصطلاح استعمال ہوتی رہی حتیٰ کہ تمام علوم کو مخصوص مولفات میں جمع کر دیا گیا اور اسے علوم الحدیث کا نام دیا گیا۔ علوم جمع کا صیغہ ہے لیکن اسے واحد کے طور پہ خاص علم کے لئے استعمال کیا گیا جسے ہم مصطلح الحدیث کہتے ہیں کبھی اسے علم الحدیث بھی کہتے ہیں جیسا کہ عراقی اور سیوطی[23] نے کہا اس کے لئے علم الحدیث درایۃ کی اصطلاح بھی استعمال ہوئی تا آنکہ علم الحدیث روایۃ سے متمیز ہو سکے۔

علم الحدیث کی تعریف

حدیث جو لغوی اعتبار سے جدید کے معنوں میں استعمال ہوتی ہے ابوالبقاء کے بقول تحدیث

سے اسم ہے جس کے معنی خبر دینا ہے۔ اصطلاحاً اس سے مراد قول، فعل یا تقریر ہے جس کی نسبت رسول اللہ کی طرف ہو۔[۲۴] ابن حجر کا قول ہے۔

المراد بالحديث في عرف الشرع ما اضيف الى النبى كانه اريد به مقابلة القرآن لانه قديم۔[۲۵]	عرف شرع میں حدیث سے مراد وہ ہے جس کی نسبت رسول اللہ کی طرف ہو گویا اس سے مراد قرآن کے مقابل ہے کیونکہ وہ قدیم ہے۔

حدیث کے مستقل علم ہونے کی بنا پر علماء حدیث نے اس کی تعریف کے تعین اور غرض و غایت کی بحث میں اظہار خیال کیا ہے۔ چنانچہ علم حدیث روایة اور علم حدیث درایة کی تقسیم کی گئی اور اس کے مطابق تعریف کی گئی۔

علم الحديث رواية. علم يشتمل على اقوال النبى وافعاله وتقريراته وصفاته وروايتها وضبطها وتحرير الفاظها۔[۲۶]	علم الحدیث روایت کی بنا پر ایک ایسا علم ہے جو مشتمل ہے رسول اللہ کے اقوال، افعال، تقریر اور صفات پر اور اس کی روایت اسے ضبط کرنے اور اس کے الفاظ کی تحریر کو شامل ہے۔
وعلم الحديث دراية. علم بقوانين يعرف بها احوال السند والمتن۔[۲۷]	علم الحدیث درایت کے لحاظ سے ان قوانین کا علم ہے جس سے سند اور متن کے احوال جانے جاتے ہیں۔

الکافیجی نے علم حدیث کی جو تعریف نقل کی ہے وہ روایت اور درایت دونوں اعتبار سے جامع ہے۔

فهو علم يقتدر به على معرفة اقوال الرسول وافعاله على وجه مخصوص كالاتصال والارسال	یہ وہ علم ہے جس کے ذریعے رسول اللہ کے اقوال اور افعال کی معرفت ایک خصوصی پہلو سے حاصل ہوتی ہے جیسے اتصال اور ارسال وغیرہ اور اس کا

ونحوها ويطلق ايضاً على معلومات وقواعد مخصوصة كما تقول: فلان يعلم الحديث تريد به معلوماته وقواعده[28]	اطلاق خاص معلومات اور قواعد پر بھی ہوتا ہے جیسے تم کہو کہ اس شخص کو حدیث کا علم ہے اور تمہاری مراد اس کی معلومات اور قواعد ہوں ۔

اس علم کا موضوع راوی اور روایت کا قبول یا رد ہے[29] اور اس کی غرض وغائت یہ رہا ہے کہ صحیح وحسن اور سقیم وشاذ وغیرہ میں تمیز کر سکے۔ اور حدیث پر اعتماد کرتے ہوئے اسے احساس ہو کہ وہ کس نوعیت کی روایت کو اپنے قول وفعل کی بنیاد پر تیار کرتا ہے[30] علم الحدیث کی ساری سرگرمیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت اور آپ کے آثار کو محفوظ کرنا ہے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم اس موقع پر علامہ سیوطی کا جامع بیان نقل کر دیں جو علم الحدیث کی تعریف موضوع اور مقصد کے بارے میں ہے ۔

قال ابن الاكفانى فى كتاب الارشاد القاصد الذى تكلم فيه على انواع العلوم علم الحديث بالرواية علم يشتمل على اقوال النبىؐ وافعاله وروايتها وضبطها وتحرير الفاظها وعلم الحديث الخاص بالدراية علم يعرف منه حقيقة الرواية وشروطها وانواعها واحكامها وحال الرواة وشروطهم واصناف المرويات وما	ابن الاکفانی نے ارشاد القاصد میں مختلف علوم پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ علم الحدیث جو روایت سے مختص ہے ایک علم ہے جو نبیؐ کے اقوال، افعال ان کی روایت، ان کو ضبط کرنے اور ان کے الفاظ تحریر کرنے پر مشتمل ہے اور علم الحدیث جو روایت سے مختص ہے وہ ایک علم ہے جس کے ذریعے روایت کی حقیقت اس کی شرائط، اس کی انواع اس کے احکام، راویوں کے احوال اور ان کے شرائط مرویات کی اقسام اور ان کے متعلقات

يتعلق بها حقيقة الرواية، نقل
السنة ونحوها واسناد ذالك من
عزى اليه بتحديث اواخبار وغير
ذلك وشروطها تحمل راويها لما
يرويه بنوع من انواع التحمل من
سماع اوعرض اواجازة ونحوها!
وانواعها الاتصال والانقطاع و
نحوها: واحكامها "القبول والرد" و
حال الرواة: العدالة والجرح وشروطهم
في التحمل وفي الاداء ماسياتي و
اصناف المرويات: المصنفات من
المسانيد والمعاجم والاجزاء وغيرها
احاديث وغيرها وما يتعلق بها
هو معرفة اصطلاح اهلها. و
قال الشيخ عزالدين بن جماعة علم
الحديث: علم بقوانين يعرف
بها احوال السند والمتن وموضوعه
السند والمتن وغايته معرفة
الصحيح من غيره وقال شيخ الاسلام

کی معرفت حاصل ہوتی ہے سو روایت کی
حقیقت یہ ہے کہ سنت اور اس جیسی بات کو
نقل کیا جائے اور حدیث وخبر کے ذریعے اس کی
جانب پہنچانا جس کی طرف اس کی نسبت ہے اس
کی شرائط، راوی کی ادائیگی اور تحمل کی مختلف
انواع مثلاً سماع، عرض اور اجازہ وغیرہ میں
سے کسی نوع کی روایت کرنا۔ اور اس کی اقسام
اتصال اور انقطاع وغیرہ ہیں اور اس کے
احکام قبول و رد ہیں اور راویوں کے حالات
سے مراد ان کا عادل و مجروح ہونا اور تحمل و اداء
ان کی شرائط جیسا کہ آگے آئیگا۔ اور مرویات کی
اقسام یعنی مسانید، معاجم اور اجزاء وغیرہ کی
تصنیفات، احادیث و آثار اور اس کے متعلقات
وغیرہ۔ وہ اہل فن کی اصطلاحات کی معرفت ہے
شیخ عزیز الدین بن جماعہ نے کہا! علم الحدیث
ان قوانین کا علم ہے جن کے ذریعے سند
اور متن کے احوال کی معرفت ہے شیخ الاسلام
ابوالفضل ابن حجر نے کہا کہ سب سے
بہتر تعریف یہ ہے کہ کہا جائے:

ابو الفضل ابن حجر اولی التعاریف
له ان یقال: معرفة القواعد المعرفة
بحال الراوی والمروی وان شئت
حذفت لفظ "معرفة" فقلت القواعد الخ
وقال الکرمانی فی شرح البخاری "واعلم"
واعلم ان علم الحدیث موضوعه ذات
رسول الله وافعاله واحواله وغایته
هو الفوز بسعادة الدارین وهذا
الحد مع شموله لعلم الاستنباط غیر
محرر ولم یزل شیخنا العلامة محی الدین
الکافیجی یتعجب من قوله ان
موضوع علم الحدیث ذات الرسول
هذا موضوع الطب لا موضوع
الحدیث [31]

ان قواعد کی معرفت جو راوی اور مروی کے احوال کا پتہ دیں۔ تم چاہو تو معرفت کے لفظ کو حذف کر سکتے ہو۔ کرمانی نے شرح بخاری میں کہا ہے کہ جاننا چاہئیے کہ علم الحدیث کا موضوع رسول اللہ کی ذات ہے بدیں حیثیت کہ وہ اللہ کے رسول ہیں اور اس کی تعریف یہ ہے کہ وہ علم ہے جس کے ذریعے رسول اللہ کے اقوال، افعال اور احوال کی معرفت حاصل ہوتی ہے اور غرض و غایت سعادت دارین کا حصول ہے اور یہ تعریف علم الاستنباط کی شمولیت سے مستفید ہے۔ شیخ محی الدین الکافیجی اس قول پر ہمیشہ تعجب کا اظہار کرتے رہے کہ علم الحدیث کا موضوع ذات رسول ہے اور کہا کرتے کہ یہ طب کا موضوع ہے حدیث کا نہیں۔

حدیث و خبر کے قبول میں جس سادہ احتیاط کا آغاز ہوا تھا وہ تیسری صدی تک پہنچتے پہنچتے تب اصول و ضوابط کی شکل اختیار کر گیا علماء حدیث نے علم حدیث کی تمام اقسام پر عمدہ کتابیں مرتب کرنے کی کوششیں کیں جس شخص کو علم مصطلح الحدیث پر اولین مرتب کاوش کا شرف حاصل ہے وہ چوتھی صدی کا محدث قاضی ابو محمد الرامہرمزی (م ۳۶۰ھ) ہیں ازاں بعد مختلف علماء محدثین نے اپنے اپنے انداز کے مطابق ہر زمانے میں تصانیف کیں حافظ ابن حجر نے [32] اس فن کی اہم کتابوں کا

تذکرہ کیا ہے اور اور حاجی خلیفہ[۳۳] نے بھی اس علم سے متعلق کتابوں کی ایک فہرست مہیا کی ہے۔
ذیل میں اس موضوع کی چند اہم تصانیف کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

۱۔ "المحدث الفاصل بین الراوی والواعی"

قاضی ابو محمد الرامھرمزی[۳۴] (۳۶۰ھ) = علامہ ذہبی کے بقول یہ کتاب بہت اچھی ہے
علامہ ابن حجر کے نقطۂ نظر سے یہ کتاب ناتمام تھی۔[۳۵]
مشہور محقق عجاج الخطیب کی کاوش سے بیروت میں ۱۹۷۱ء میں چھپی ہے

۲۔ معرفۃ علوم الحدیث

ابو عبداللہ الحاکم[۳۶] النیشاپوری متوفی (۴۰۵ھ) حافظ ابن حجر کے بقول یہ کتاب غیر منقح اور بے ترتیب تھی لیکن اہل علم کے حلقوں میں مقبول رہی اب بھی اسے ایک بنیادی ماخذ کے طور پہ استعمال کیا جاتا ہے۔ سید معظم حسین کی تحقیق سے ۱۹۳۷ء میں قاہرہ سے شائع ہوئی بیروت سے آفسٹ پہ دوبارہ شائع ہوئی (ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور) سے اس کا اُردو ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے۔

۳۔ المستخرج

ابو نعیم احمد[۳۷] بن عبداللہ الاصفہانی (م ۴۳۰ھ)
جو مسائل حاکم سے رہ گئے تھے انہیں ابو نعیم نے سمونے کی کوشش کی۔[۳۸] یہ کوشش ابن حجر کے بقول ناتمام تھی۔ ایک مخطوط مکتبہ کوپریلی میں موجود ہے۔

۴۔ الکفایۃ فی علم الروایۃ

الحافظ ابوبکر احمد بن علی[۳۹] الخطیب البغدادی (م ۴۶۳)
الکفایہ اہل علم کے ہاں مقبول و متداول رہی، ۱۳۵۷ھ میں حیدرآباد دکن سے شائع ہوئی

۵۔ الجامع الاداب الشیخ والسامع

خطیب کی دوسری کتاب کا ایک نسخہ مخطوطہ سکندریہ کے مکتبۃ البلدیہ میں موجود ہے اور ایک نسخہ مسورہ دارالکتب المصریہ میں ہے۔ خطیب کے بارے میں حافظ ابن حجر رقمطراز ہیں "ان سب کے بعد خطیب ابوبکر کا دور آیا تو انہوں نے قوانین روایت میں کتاب الکفایہ اور آداب میں الجامع الاداب الشیخ والسامع لکھی۔ شاذ ہی کوئی فن چھوٹا ہو۔ اکثر فنون حدیث میں خطیب نے مستقل کتاب تصنیف کی ہے اس میں شک نہیں کہ خطیب کی نسبت ابوبکر[۴۰] بن نقطہ کا قول "کہ خطیب کے بعد جتنے محدث گزرے ہیں سب ان کی کتابوں کے محتاج ہیں" درست ہے خطیب واقعی ایسے پائے کے آدمی تھے[۴۱]۔

۶۔ مالا یسع المحدث جہلہ

ابوحفص المیانجی (م ۵۸۱ھ)[۴۲]

صبحی السامرائی کی تحقیق سے ۱۳۸۰ھ میں بغداد سے شائع ہوئی

۷۔ الالماع فی ضبط الروایۃ وتقیید السماع الی معرفۃ اصول الروایۃ

قاضی عیاض[۴۳] الیحصبی (م ۵۴۴ھ)

استاد سید احمد صقر کی تحقیق سے قاہرہ سے شائع ہوئی ہے۔

۸۔ علوم الحدیث

(المعروف بمقدمہ ابن الصلاح) ابوعمرو[۴۴] عثمان بن الصلاح الشہرزوری (م ۶۴۳ھ) مصر اور ہندوستان میں کئی ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔ نورالدین تمر کی تحقیق سے ۱۹۶۶ء میں مدینۃ المنورہ سے عمدہ ایڈیشن چھپا۔ ابن الصلاح کی علمی وجاہت اور تصنیف کی افادیت کے پیش نظر یہ کتاب مقبول خاص وعام ہوئی حافظ ابن حجر مقدمہ ابن الصلاح پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ یہاں تک

کہ حافظ تقی الدین ابو عمرو عثمان ابن الصلاح عبدالرحمٰن الشہرزوری نزیلِ دمشق کا دور آیا ابن الصلاح جب مدرسہ اشرفیہ میں منصب تدریس حدیث پر متعین کئے گئے تو انہوں نے معروف کتاب مقدمہ ابن الصلاح تالیف کرکے اس میں فنونِ حدیث کی اچھی طرح تنقیح کردی لیکن چونکہ یہ کتاب حسب ضرورت داعیہ وقتاً فوقتاً لکھی گئی تھی اس لئے اس کی ترتیب مناسب انداز پر نہ ہو سکی تاہم ابن الصلاح نے چونکہ خطیب وغیرہ کی تصانیف میں جو متفرق مضامین تھے ان کو مجتمع کرکے اس کتاب میں اضافہ کردیا تھا اس لئے کتاب جامع المتفرقات سمجھی جاتی ہے مختلف وجوہ سے اہل علم نے اس کی خدمت کا شرف حاصل کیا۔

بعض حضرات نے اسے منظوم کیا۔ بعض نے اس کا اختصار کیا اور کسی نے اس کا تکملہ لکھا کسی نے اس پر اعتراضات کئے۔ کچھ لوگوں نے ان کے جوابات[۴۵] دیئے۔ غرضیکہ ابن الصلاح کی کتاب سے اس میدان میں سرگرمی پیدا ہوئی جس نے بہت عرصے تک اہل علم کو معروف عمل رکھا یہ اسی سرگرمی کا نتیجہ تھا کہ علوم الحدیث ایک مکمل فن کی حیثیت سے مستحکم ہوا۔ ذیل میں چند کتب کے نام دیئے جاتے ہیں جو کسی نہ کسی صورت میں مقدمہ ابن الصلاح کے زیر اثر لکھی گئی ہیں۔

۹۔ التقیید والایضاح لما اطلق واغلق من کتاب ابن الصلاح۔

الحافظ زین الدین العراقی[۴۶] (م ۸۰۶ھ)

جیساکہ کتاب کے نام سے ظاہر ہے ابن الصلاح کی تشریح وتعبیر پر مبنی کتاب ہے پہلے حلب میں چھپی اور پھر مصر میں المکتبۃ السلفیہ مدینہ منورہ کے ذریعے اشاعت پذیر ہوئی۔[۴۷]

۱۰۔ النکت علی مقدمۃ ابن الصلاح

بدرالدین الزرکشی (م ۷۹۴ھ)

مخطوطہ نسخہ توپکوپی سرائے استنبول (رقم ۲۸۸) میں موجود ہے۔

۱۱۔ النکت علی ابن الصلاح

حافظ ابن حجر العسقلانی[48] متوفی (۸۵۲ھ)

مخطوطہ نسخہ پیر جھنڈا لائبریری میں موجود ہے۔ راقم الحروف نے مولانا عطاء اللہ حنیف کے ذریعے حاصل کیا اور اس پر کام کر رہا ہے

۱۲۔ محاسن الاصلاح و تضمین کتاب ابن الصلاح

الحافظ البلقینی[49] (م ۸۰۵ھ)

مخطوطہ نسخہ مکتبہ کوپرولی استنبول رقم ۲۲۸ میں موجود ہے۔

۱۳۔ الارشاد

امام النووی[50] (م ۶۷۶ھ)

امام النووی نے مقدمہ ابن الصلاح کا اختصار کیا ہے اس کے مخطوطات مکتبہ الظاہریہ میں موجود ہیں۔

۱۴۔ التقریب والتیسیر

امام النووی (م ۶۷۶ھ)

امام النووی نے الارشاد کو مزید مختصر کر کے تقریب مرتب کی متعدد بار چھپ چکی ہے۔ مکتبہ خاور لاہور سے ۱۹۷۰ء/۱۳۹۹ھ میں چھپی ہے۔

۱۵۔ تدریب الراوی

امام السیوطی[51] (م ۹۱۱ھ)

تقریب النووی کی شرح ہے بہت پہلے مصر میں چھپی ہے پھر اسے مدینہ منورہ کے المکتبۃ العلمیہ نے عمدہ طریق پہ شائع کیا۔

۱۶۔ المنہل الروی فی الحدیث النبوی

بدر الدین ابن الجماعہ[52] (م ۷۳۲ھ)

ابن جماعہ نے مقدمہ ابن الصلاح کا اختصار کیا اور اس پر اہم اضافے کئے ایک مخطوطہ نسخہ دار الکتب المصریہ میں (۲۱۷ مصطلح الحدیث) میں موجود ہے۔ دوسرا مکتبہ اسکوریال میڈرڈ (۵۹۸ھ) میں موجود ہے۔

۱۷۔ الباعث الحثیث

الامام عماد الدین ابن کثیر[53] (م ۷۷۴ھ)

مقدمہ ابن الصلاح کا اختصار ہے امام محدث الشیخ احمد محمد شاکر کی تحقیق سے شائع ہوئی اس کا سادہ ایڈیشن دمشق سے بھی شائع ہوا۔

۱۸۔ نظم الدرر فی علم الاثر

حافظ عبدالرحیم العراقی[54]

مقدمہ ابن الصلاح کو نظم کیا۔ شیخ محمد حامد الفقی کی عمدہ تحقیق کے ساتھ مصر سے شائع ہوئی

۱۹۔ فتح المغیث

حافظ العراقی

مولف نے اس منظوم کی دو شرحیں لکھیں ایک مختصر دوسری متوسط اس کا نام فتح المغیث بشرح الفیۃ الحدیث رکھا مصر میں چھپ چکی ہے۔

۲۰۔ فتح المغیث

الحافظ السخاوی[55] (م ۹۰۲ھ)

یہ کتاب سب سے پہلے ہندوستان میں طبع ہوئی۔ اور پھر مدینہ المنورہ سے المکتبہ السلفیہ کے زیر اہتمام

مصر میں چھپی۔ کتب مصطلح الحدیث میں یہ کتاب وسیع معلومات کی حامل ہے۔

۲۱۔ النکت الوفیۃ فی شرح الالفیۃ

البقاعی[۵۶] (م ۸۸۵ھ)

مخطوطہ ایک نسخہ مکتبۃ الاوقاف بغداد میں (رقم ۴۹۱ حدیث) موجود ہے

۲۲۔ فتح الباقی فی شرح الفیۃ العراقی

الحافظ زکریا الانصاری[۵۷] (م ۹۲۸ھ)

مصر سے چھپ چکی ہے۔

۲۳۔ الفیہ

الحافظ السیوطی[۵۸]۔

شیخ احمد محمد شاکر کی تحقیق سے مصر سے چھپ چکی ہے

۲۴۔ فہم ذوی النظر فی شرح منظومۃ الاثر

محمد بن محفوظ الرامسی

یہ علامہ السیوطی کے الفیہ کی شرح ہے اور مصر سے طبع ہو چکی ہے۔

۲۵۔ المختصر

الکافیجی[۵۹] (م ۸۷۹ھ)

مخطوطہ ایک نسخہ مکتبۃ الاوقاف بغداد (رقم ۲۶۱۱) میں موجود ہے

۲۶۔ الاقتراح فی بیان الاصطلاح

ابن دقیق العید[۶۰] (۷۰۲ھ)

اہلورٹ نے اسے مخطوطات برلین میں ذکر کیا ہے۔

۲۷۔ اللطائف

ابن مندہ (م ۴۳۴ھ)

المکتبۃ الظاہریہ نے ایک مخطوط نسخہ (رقم ۳۵۶ حدیث) موجود ہے۔

۲۸۔ الہدایہ فی علوم الروایتہ

ابن الجزری[61] (م ۷۵۱)

حاجی خلیفہ[62] نے اسے الھدایتہ الی علوم الدرایۃ لکھا ہے مخطوط ایک نسخہ مکتبہ اوقاف بغداد رقم ۱۰۱۲۹ مجامیع) میں موجود ہے۔

۲۹۔ ارجوزہ فی المصطلح

الفیروزآبادی

مخطوطہ ایک نسخہ دار الکتب المصریہ (رقم ۵ مجامیع) میں موجود ہے۔

۳۰۔ التذکرہ

ابن الملقن[63] (م ۸۵۲ھ)

مخطوطہ ایک نسخہ المکتبۃ العمومیہ استنبول میں موجود ہے۔

۳۱۔ التوضیح الابھر لتذکرۃ ابن الملقن

الحافظ السخاوی[64] (م ۱۰۳۱ھ)

مخطوطہ ایک نسخہ مکتبہ عمومیہ ترکیہ (رقم ۷۰) میں موجود ہے

۳۲۔ نخبۃ الفکر و شرحہا نزہۃ النظر

ابن حجر العسقلانی[65] (م ۸۵۲ھ)

مصر اور پاک و ہند میں کئی مرتبہ چھپ چکی ہے۔ حافظ ابن حجر سے پہلے ابن الصلاح کی گہری چھان نظر

آتی ہے اس کتاب کی تشریح وتعبیر ونظم اور اس کی تشریح کے مظاہر دکھائی دیتے ہیں ابن حجر کی تصنیف کا دور شرح نخبۃ الفکر کا دور کہا جا سکتا ہے۔ یہ کتاب اب تک داخل نصاب ہے۔ علماء نے اس کی شرحیں اور حواشی لکھے نخبۃ الفکر کی تصنیف اور اس کی حیثیت کے بارے ابن حجر لکھتے ہیں "مجھ سے بھی میرے بعض احباب نے خواہش کی کہ تم بھی اس کے اہم مطالب کا خلاصہ کرنے کی خدمت قبول کرو چنانچہ میں نے بھی بایں خیال کہ میرا نام بھی ان خدام کی فہرست میں داخل ہو۔ چند اوراق میں ایک نادر ترتیب پر اس کا خلاصہ کر دیا اور کچھ اور رموز زائد اس کے ساتھ اضافہ کر کے نخبۃ الفکر فی مصطلح اہل الاثر اس کا نام رکھا پھر بدیں خیال کہ (صاحب خانہ خانگی امور سے زیادہ تر واقف ہوتا ہے)۔ دوبارہ مجھ سے خواہش کی گئی کہ اس کی ایک شرح بھی تم ہی لکھو جس سے اس کے اشارات حل اور مخفی مطالب واضح ہو جائیں چنانچہ شرح کا بار بھی میں نے اٹھایا۔ اس شرح میں دو امور کا خیال رکھا گیا اولاً توضیح مطالب توجیہ عبارت اور اظہار اشارات میں کوشش کی گئی ہے۔ ثانیاً شرح کو متن کے ساتھ اس طرح پیوست کر دیا ہے کہ دونوں مل کر ایک بسیط کتاب سمجھی جاتی ہے۔"[۶۶]

۳۳۔ شرح النخبۃ

ملا علی القاری[۶۵] (م ۱۰۱۴ھ)

استنبول سے چھپ چکی ہے۔ اہل علم کے ہاں مفید مقبول تصور کی جاتی رہی ہے۔

۳۴۔ الیواقیت والدرر

المناوی[۶۷] (م ۱۰۳۱ھ)

نخبۃ الفکر کی شرح ہے۔ مخطوطہ ایک نسخہ دار الکتب المصریہ (رقم ۶۶۶۳) میں موجود ہے۔

۳۵۔ حاشیۃ علی نزھۃ النظر

ابن قطلوبغا[۶۹] (م ۸۷۹ھ)

مخطوطہ ایک نسخہ دار الکتب اوقاف بغداد (مجموعہ رقم ۲۸۷۸) میں موجود ہے۔

۳۶۔ شرح النخبۃ

الشمنی[۷۰] (م ۸۷۲ھ)

مخطوطہ ایک نسخہ مکتبہ اوقاف بغداد (رقم ۲۷۹ حدیث) اس کے بیٹے احمد نے اس کی شرح لکھی اس کا نام "العالی الرتبہ فی شرح نظم النخبۃ" رکھا۔

۳۷۔ قضاء الوطر فی نخبۃ الفکر

اللقانی[۷۱] (م ۱۰۴۱ھ)

مخطوطہ ایک نسخہ دار الکتب المصریہ (رقم ۶۱۴۸) میں موجود ہے

۳۸۔ قصیدہ غرامی صحیح

ابو العباس الاشبیلی[۷۲] (م ۶۹۹ھ)

مصر میں طبع ہوا۔

۳۹۔ الخلاصہ فی اصول الحدیث

الطیبی[۷۳] (م ۷۴۳ھ)

صبحی السامرائی کی تحقیق سے بغداد سے ۱۹۷۱ء میں شائع ہوا

۴۰۔ شرح قصیدۃ الاشبیلی

عز الدین بن جماعۃ[۷۴] (م ۸۱۹ھ)

اسے زوال الترح کا نام دیا اور الامیر کے حاشیہ کے ساتھ مصر سے طبع ہوا۔

۴۱۔ شرح قصیدۃ الاشبیلی

بدرالدین القرافی[۷۵] (م ۱۰۰۸ھ)

مطبعۃ مصطفیٰ الحلبی مصر سے طبع ہوا۔

۴۲۔ منظومۃ البیقونی الدمشقی

عمر بن محمد بن فتوح الدمشقی

مطبعۃ مصطفیٰ الحلبی مصر سے شائع ہوئی۔

۴۳۔ شرح البیقونیہ

الشیخ عطیہ الاجھوری[۷۶] (م ۱۱۹۰ھ)

مخطوطہ ایک نسخہ دارالکتب المصریہ (رقم ۱۷۳۳) میں موجود ہے۔

۴۴۔ شرح الزرقانی علی البیقونیہ

الزرقانی[۷۷] (۱۱۲۲ھ)

مصر میں طبع ہو چکی ہے۔

۴۵۔ المختصر

الجرجانی[۷۸] (۸۱۶ھ) سید شریف الجرجانی

عبدالحی لکھنوی نے "ظفر الامانی" کے نام سے اس کی شرح لکھی اور ہندوستان میں طبع ہو چکی ہے۔

۴۶۔ تنقیح الانظار فی علوم الاثار

ابن الوزیر[۷۹] (۸۴۰ھ)

الامیر الصنعانی[۸۰] نے اس کی شرح لکھی جو توضیح الافکار کے نام سے مصر سے چھپ چکی ہے۔

۴۷۔ منظوم

شہاب الدین احمد بن محمد الطوفی (۸۹۳ھ)

۴۸۔ العرجون فی شرح البیقون

محمد صدیق[۸۱] بن حسن خان البخاری القنوجی (۱۳۰۷ھ)

۴۹۔ قواعد التحدیث من فنون مصطلح الحدیث

جمال الدین[۸۲] القاسمی (۱۳۳۲ھ)

مصر سے چھپ چکی ہے۔

۵۰۔ توجیہ النظر الی علم الاثر

شیخ طاہر الجزائری[۸۳] (۱۳۳۸ھ)

مصر سے چھپ چکی ہے۔

ان کے علاوہ بہت سی کتابیں ہیں جو اصول الحدیث کی بحثوں پر ہیں جیسے ابن احب کی "شرح العلل" طیبی کا "مقدمہ الکاشف" ابن الاثر کا "مقدمہ جامع الاصول" اور معاصر علماء میں محمد ابی زہب کی کتاب "الحدیث والمحدثون" مصطفیٰ سباعی کی "السنۃ و مکانتھا فی تشریع الاسلامی" عجاج الخطیب کی "السنۃ قبل التدوین" اور "اصول الحدیث" اور صبحی صالح کی "مصطلح علوم الحدیث" جامع اور مفید کتابیں ہیں علوم الحدیث کے ضمن میں مختلف حیثیں مسلمان علماء کی وسعتِ نظر علمی دیانت اور وسعتِ معلومات کی علامت ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ کان اول من احتاط فی قبول الاخبار ۔ تذکرۃ الحفاظ ۔ ۱: ۳

۲۔ وھو الذی سن للمحدثین التثبت فی النقل وربما یتوقف فی خبر الواحد اذا ارتاب : تذکرہ، ۱: ۱۰

۳۔ کان إماما عالما متحریاً فی الأخذ انہ یستحلف من یحدثہ فی الحدیث = تذکرہ ۱: ۱۰

۴۔ بخاری کتاب الجنائز، ۲: ۷۷-۸۰؛ مسلم، ۳: ۳۲-۴۳

۵۔ بخاری کتاب الجنائز، ۲: ۱۰۲

۶۔ علوم الحدیث ۲۶۴

۷۔ علوم الحدیث ۲۷۱

۸۔ مقدمہ مسلم، ۱۱، ترمذی، العلل، ۳۰۷

۹۔ ابن ابی حاتم نے متعدد تابعین سے بدیں الفاظ نقل کیا ہے۔ کان یقال انما ھذہ الاحادیث ..... الجرح والتعدیل، ۱:۱-۱۵

۱۰۔ عبداللہ ابن عباس بن عبدالمطلب القرشی (۶۸ ھ) حبر الامۃ، جلیل القدر صحابی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں تربیت پائی اور آپ سے اور آپ کے صحابہ سے احادیث روایت کیں ابن مسعودؓ نے ابن عباسؓ کو ترجمان القرآن کہا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس کا خصوصی خیال رکھتے۔ عمرو ابن دینار کے بقول ابن عباس کی مجلس میں حلال وحرام عربیت شعر اور انساب ایام عرب کی باتیں ہوتیں الاصابہ ج ۲: ۳۲۲ صفۃ الصفوۃ ۱: ۳۱۴ حلیۃ ۱: ۳۱۴؛ الاستیعاب (علی الاصابہ) ۲: ۳۴۲

۱۱۔ عبادہ بن الصامت بن قیس الانصاری الخزرجی ابو الولید (۳۴) صحابی۔ تقویٰ وورع میں مشہور ہیں۔ عقبہ میں شریک، اس کے بعد بدر اور تمام غزوات میں شریک ہوئے

سب سے پہلے انہی کو فلسطین میں قاضی بنایا گیا۔ ان سے ۱۸۱ احادیث مروی ہیں ان کا شمار سادات صحابہ میں ہوتا ہے۔ (الاصابہ) ج ۳ : ۲۶ تہذیب التہذیب ، ۵ : ۱۱۱ تہذیب ابن عساکر ، ۷ : ۲۰۶) حسن المحاضرہ ، ۱ : ۸۹ الاستیعاب ۲ : ۱۴۴

۱۲۔ انس بن مالک بن نضر بن ضمضم الخزرجی الانصاری (۹۳ھ) رسول پاک کے ساتھی خادم مدینہ میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی میں اسلام لائے اور رسول پاکؐ کی تا وفات خدمت کی۔ بصرہ میں فوت ہونے والے آخری صحابی تھے ۲۲۸۶ آدمیوں نے ان سے روایت کی (ابن سعد ، ۷ : ۱۰ تہذیب ابن عساکر ، ۳ : ۱۲۹) صفۃ الصفوۃ ، ۱ : ۲۹۸ ، (الاصابہ ۱ : ۸۴ ۔

۱۳۔ سعید ابن المسیب بن حزن بن ابی وھب المخزومی القرشی ابو محمد متوفی (۹۴ھ) سید التابعین مدینہ کے فقہا میں سے تھے۔ حدیث و فقہ کے جامع اور زہد و ورع میں بے مثال کسی سے عطیہ قبول نہیں کرتے تھے حضرت عمرؓ کے احکام اور فیصلوں کے سب سے زیادہ جاننے والے مدینہ میں فوت ہوئے۔ ابن سعد ۵ : ۸۸ ، وفیات ، ۱ : ۲۰۶ صفۃ الصفوۃ ۲ : ۴۴

۱۴۔ عامر بن شرحبیل بن عبد ذی کبار الشعبی الحمری متوفی (۱۰۳ھ) تابعی ضرب المثل حافظے کے مالک تھے۔

حلیۃ الاولیاء ۲ : ۱۶۱ کہا کرتے تھے کہ میں نے کوئی چیز نہیں لکھی اور نہ ہی کسی شخص نے مجھ سے بات کی کہ میں نے اسے حفظ نہ کر لیا ہو۔ ان کا شمار ثقہ رجال حدیث میں ہوتا ہے تہذیب التہذیب ، ۵ : ۶۵ ، وفیات ۱ : ۲۴۴ حلیۃ الاولیاء ، ۴ : ۲۱۰ ، تاریخ بغداد ۱۲ : ۲۲۷ ، تہذیب ابن عساکر ، ۷ : ۱۳۸

۱۵۔ محمد ابن سیرین البصری ابو بکر متوفی (۱۱۰ھ) تابعی علوم دینیہ میں اپنے وقت کے امام ، ولادت و وفات بصرہ میں ہوئی صاحب تقویٰ تھے۔ حدیث کی روایت کی خوابوں کی تعبیر

کے سلسلہ میں شہرت رکھتے تھے۔ تہذیب التہذیب ۹، ۲۱۴ : وفیات ۱ : ۴۵۳، حلیۃ ۲ : ۲۶۳ تاریخ بغداد ۵ : ۳۳۱

۱۶۔ عمر بن عبد العزیز بن مروان الاموی القرشی متوفی (۱۰۱ھ) خلیفہ راشد۔ الملک العادل جنہوں نے از سرِ نو اسلامی معاشرے کی تشکیل کی تھی حلیۃ الاولیاء ۵ : ۲۰۳، ابن الاثیر ۵ : ۲۳، تہذیب التہذیب ۷، ۴۷۵، الطبری ۸ : ۱۳۷۔

۱۷۔ محمد بن مسلم بن عبید اللہ ابن شہاب الزہری ابوبکر متوفی ۱۴۴ھ تابعی۔ اہل مدینہ میں سے اکابر حفاظ فقہا میں نمایاں ترین حیثیت کے مالک تدوین حدیث کا آغاز کرنے والے تذکرۃ الحفاظ ۱ : ۱۰۲ وفیات ۱ : ۴۵۱ تہذیب التہذیب ۹ : ۴۴۰، حلیۃ الاولیاء ۳ : ۳۶۰ تاریخ اسلام للذہبی، ۵ : ۱۳۶

۱۸۔ مقدمہ تحفۃ الاحوذی ۲ - ۳

۱۹ یحییٰ بن معین بن عون بن زیاد المری (بالولاء) البغدادی ابو زکریا۔ امام فی الحدیث والرجال ذہبی نے انہیں سید الحفاظ کہا ہے اور ابن حجر نے امام الجرح والتعدیل لکھا ہے۔ ابن حنبل نے کہا رجال کے سلسلے میں ہم سب سے زیادہ علم رکھنے والا۔ تذکرہ ۲ : ۱۶، تہذیب، ۲۸ - ۲۸۸، وفیات ۲ : ۲۱۴، تاریخ بغداد ۱۴ : ۱۷۷، وغیرھا۔

۲۰۔ محمد بن سعد بن منیع الزہری ابو عبد اللہ۔ مورخ۔ ثقہ حفاظ حدیث میں سے تھے بصرہ میں پیدا ہوئے بغداد میں سکونت پذیر ہوئے وہیں وفات پائی واقدی کے ساتھ رہے اور کاتب الواقدی کے نام سے مشہور ہوئے تہذیب التہذیب، ۹ : ۱۸۲ وفیات ۱ : ۵۰۷ تاریخ بغداد ۵ : ۳۲۱ الوافی، ۳ : ۸۸

۱۳۔ احمد بن حنبل ابو عبد اللہ الشیبانی (م ۲۴۱ھ) مذہب حنبلی کے امام حدیث و سنت کے

داعی بدعت والحاد کے خلاف جہاد کرنے والے۔ ان کی مشہور تصنیف مسند ہے جو تیس ہزار حدیث پر مشتمل ہے اس کے علاوہ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ ابن عساکر ۲ : ۲۸، حلیۃ ۹ : ۱۶۱، صفۃ الصفوۃ، ۲ : ۱۹۰، تاریخ بغداد ۴ : ۴۱۲۔ البدایہ، ۱۰ : ۳۲۵۔

۲۲۔ شیخ علی بن عبداللہ بن جعفر المدینی (م ۲۳۴ھ) ابوالحسن محدث مورخ اپنے زمانے کے امام اختلاف الحدیث کے بارے میں امام احمد سے زیادہ علم رکھنے والے الاسمآر والکنیٰ ۸ اجزار اختلاف الحدیث ۵ اجزار، مذاہب المحدثین ۲ جزو۔ تذکرہ، ۲ : ۱۵، تہذیب التہذیب ۷ : ۳۴۹، میزان، ۲ : ۲۲۹، تاریخ بغداد ۱۱ : ۴۵۸، مفتاح السعادہ، ۲ : ۱۲۳۔

۲۳۔ تدریب الراوی (۴)

۲۴۔ کلیات ابوالبقآ ص ۱۵۲

۲۵۔ التدریب (۴)

۲۶۔ ایضاً ۴ : ۳۰

۲۷۔ ایضاً۔ ۱۵ احوال سند سے مراد یہ ہے کہ اس کے اتصال۔ انقطاع تدلیس اور سماع میں تساہل وغیرہ کو معلوم کیا جا سکے اور احوال متن سے مراد اس کے مرفوع، موقوف اور اس کی صحت شذوذ کی معرفت ہے۔

۲۸۔ المختصر فی علم الاثر (مخطوط) ۲۰

۲۹۔ شرح نخبۃ الفکر ۸ ابن الصلاح۔ ۳

۳۰۔ تدریب الراوی (۷)

۳۱۔ تدریب۔ ۵

۳۲۔ شرح نخبۃ الفکر (۲)

۳۳۔ کشف الظنون، ۱: ۶۴۰

۳۴۔ الحسن بن عبدالرحمٰن بن خلاد الرامھرزی الفارسی اپنے زمانے کے محدث عجم تھے۔ ان کا شمار ادیب قاضیوں میں ہوتا تھا۔ یتیمۃ الدھر ۳: ۳۲۳: تذکرۃ الحفاظ ۳: ۱۱۳

۳۵۔ شذرات الذھب ۳: ۳۰: معجم الادبا ۹: ۵-۱۰۔

۳۵۔ شرح نخبۃ الفکر (۲)

۳۶۔ ابوعبداللہ ابن البیع اکابر حفاظِ حدیث اور اس کے مصنفین میں سے ہیں ولادت و وفات نیشاپور میں ہوئی اپنے زمانے میں علوم الحدیث کے سب سے بڑے عالم وفیات ۱: ۴۸۴، طبقات السبکی، ۳: ۶۴، میزان الاعتدال ۳: ۹۵ تاریخ بغداد ۵: ۴۷۳ لسان، ۵: ۲۳۲۔

۳۷۔ مورخ حافظ الحدیث حفظ و روایت میں ثقہ ولادت وفات اصفہان میں ہوئی وفیات ۱: ۲۶، میزان ۱: ۵۲، لسان، ۱: ۲۰۱ طبقات السبکی، ۳: ۷

۳۸۔ شرح نخبۃ الفکر (۲)

۳۹۔ مشہور محدث مورخ فصیح اللہجہ شعر و ادب کا عمدہ ذوق، یاقوت نے ان کی چھپن کتابوں کا ذکر کیا ہے۔ معجم الادبآر ۱: ۲۴۸، طبقات السبکی، ۳: ۱۲، ابن عساکر ۱: ۳۹۸ وفیات ۱: ۲۷ النجوم الزاھرہ، ۵: ۸۷

۴۰۔ محمد بن عبدالغنی بن ابی بکر بن شجاع بن ابوبکر۔ معین الدین ابن نقطہ الحنبلی البغدادی (م ۶۲۹ھ) انساب کے عالم اور حدیث کے حافظ تھے نقطہ جس کی طرف ان کی نسبت ہے اس باندی کا نام ہے جس نے اس کے پردادا کی پرورش کی۔ وفیات ۱: ۵۲۰، تذکرہ الحفاظ، ۴: ۱۹۷-۱۹۸، الوافی، ۳: ۲۶۷۔

۴۱ - شرح نخبۃ الفکر (۳)

۴۲ - ابو حفص عمر بن عبد المجید بن القرشی المیانشی۔ کشف الظنون، ۲ : ۱۵۷۰، میانج منسوب ہے میانج کی طرف جو ایک شہر ہے آذربائیجان میں)

۴۳ - عیاض بن موسیٰ بن عیاض بن عمرون الیبستی عالم المغرب اپنے وقت میں اہل الحدیث کے امام۔ کلام عرب ان کے انساب اور ان کی تاریخ کے سب سے بڑے عالم اور مالکی مذہب کے عظیم عالم۔ مراکش میں فوت ہوئے وفیات ۱ : ۳۶۲ ازھار الریاض، ۱ : ۲۳، مفتاح السعادہ ۲ : ۱۹ قضاۃ الاندلس، ۱۰۱ بغیۃ الملتمس، ۴۲۵۔

۴۴ - تفسیر حدیث فقہ، اسماء الرجال کے اکابر علماء میں سے تھے۔ الملک الاشرف نے انہیں دار الحدیث اشرفیہ کی صدارت تفویض کی اور حدیث و فقہ پر مقبول کتابوں کے مصنف تھے۔ وفیات، ۱ : ۳۱۲ طبقات السبکی، ۵ : ۱۳۷ شذرات الذہب، ۵ : ۲۲۱ مفتاح السعادۃ، ۱ : ۳۹۷

۴۵ - شرح نخبۃ الفکر (۳)

۴۶ - عبد الرحیم بن الحسین بن عبد الرحمٰن ابو الفضل المعروف بالحافظ العراقی کردی الاصل بچپن ہی میں اپنے والد کے ہمراہ مصر آئے وہیں تعلیم حاصل کی اور شہرت پائی بلند پایہ حفاظ حدیث میں شمار ہوتا ہے۔ تفسیر فقہ حدیث پر تصنیفات ہیں الضوء اللامع ۴ : ۱۷۱ غایۃ النہایۃ ۱ : ۳۸۲، حسن المحاضرہ ۱ : ۲۰۴

۴۷ - محمد بن بہادر بن عبد اللہ الزرکشی ابو عبد اللہ بدر الدین فقہ اصول فقہ الشافعیہ کے بڑے عالم، ترکی النسل تھے۔ ولادت و وفات مصر میں ہوئی مختلف فنون میں تصنیفات چھوڑی ہیں۔ الدرر الکامنہ ۳ : ۳۹۷، شذرات، ۶ : ۳۳۵ المستطرفہ ۱۴۲، BROCH S.2:108

کشف الظنون، ۱: ۱۲۵، ۲۲۶۔

۴۸۔ شہاب الدین شیخ الاسلام ابو الفضل احمد بن علی بن محمد حجر العسقلانی آبا و اجداد عسقلان سے تعلق رکھتے تھے۔ ابن حجر کی ولادت و وفات قاہرہ میں ہوئی۔ ادب تاریخ۔ حدیث اور رجال سے شغف تھا۔ اپنے عہد کے فصیح اللسان اور ائمہ علم و تاریخ میں بلند مرتبہ کے حامل تھے بے شمار تصانیف چھوڑی ہیں سب مقبول۔ منفرد، الضوء اللامع، ۲: ۳۶، البدر الطالع ۱: ۸۷، لسان المیزان، ۶، خاتمہ الصحتہ، الدرر الکامنہ۔

۴۹۔ عمر بن اسلان بن نصیر بن صالح الکنانی العسقلانی الاصل ثم البلقینی المصری الشافعی ابو حفص سراج الدین مجتہد حافظ حدیث اور اپنے وقت کے علماء دین میں سے تھے ولادت و وفات قاہرہ میں ہوئی فقہ و حدیث میں کتابیں لکھیں۔ الضوء اللامع، ۶: ۸۵، شذرات ۷: ۵۱، (۹۳) BROCK ۲: ۱۱۴

۵۰۔ محی الدین ابو زکریا یحییٰ بن شرف بن مری النووی الشافعی فقہ و حدیث کے علامہ عابد شب زندہ دار دمشق میں تعلیم حاصل کی۔ اور وہیں رہے حدیث و فقہ میں ان کی تصنیفات ماخذ کے طور پہ استعمال ہوتی ہیں۔ السبکی، ۵: ۱۶۵، النجوم الزاھرہ ۷: ۲۷۸، الفتوحات الوھبیہ، ۱، ابن العطار اسخاوی ترجمۃ الامام۔

۵۱۔ عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن سابق الدین الخضیری السیوطی جلال الدین حافظ مورخ ادیب ۶۰۰ کے قریب چھوٹی بڑی تصنیفات ہیں۔ لوگوں سے کنارہ کش تصنیف و تالیف میں مصروف رہے تھے۔ الکواکب السائرہ ۱: ۲۲۶، شذرات، ۸: ۵۱، الضوء اللامع، ۴: ۶۵ حسن المحاضرہ ۱: ۱۸۸ وغیرہ۔

۵۲۔ محمد بن ابراہیم بن سعد اللہ بن جماعہ الکنانی الحموی الشافعی و بدر الدین و ابو عبداللہ

قاضی، عالم الحدیث اور اپنے وقت کے ثقہ علماء دین میں شمار ہوتے تھے۔ شام و مصر کے قاضی رہے تفسیر، حدیث وسیرت پر متعدد تصانیف چھوڑی ہیں۔ فوات الوفیات ۲ : ۴، نکت الہمیان، ۲۳۵، البدایہ، ۱۶ : ۱۶۳، النجوم، ۹ : ۲۹۸ الدرر الکامنۃ ۳ : ۲۸۰۔

۵۳۔ اسماعیل بن عمر بن کثیر بن ضو بن درع القرشی ثم الدمشقی ابو الفداء عماد الدین حافظ فقیہ مورخ۔ شام کی ایک بستی میں پیدا ہوئے دمشق اپنے والد کے ساتھ منتقل ہو گئے، طلب علم میں سفر کیا اور تصنیف و تالیف میں مشغول رہے ان کی کتابیں ان کی زندگی ہی میں مقبول عام ہوئیں، الدرر الکامنہ، ۱ : ۳۷۳، البدر الطالع، ۱ : ۱۰۳ شذرات ۶ : ۲۳۱۔

۵۴۔ صفحہ ۷ پر مشق نمبر ۲ دیکھیں۔

۵۵۔ محمد بن عبد الرحمٰن بن محمد شمس الدین السخاوی مورخ تفسیر حدیث اور ادب کے بلند پایہ عالم آباؤ اجداد کا تعلق سخا (مصر کی ایک بستی) ان کی ولادت قاہرہ میں اور وفات مدینہ میں ہوئی۔ رجالِ حدیث اور تاریخ پر مستند کتابوں کے مصنف ہیں الضوء اللامع، ۸ : ۲۲۳، الکواکب السائرہ، ۱ : ۵۳، شذرات الذہب، ۸، ۱۵، النور السافر، ۱۶ ایضاح المکنون، ۱ : ۲۷، ۳۱۰ : ۲ ، ۹ (۳۴) ۴۳ : ۲ ، BROCK ۔

۵۶۔ ابراہیم بن عمر بن حسن الرباط بن علی بن ابی بکر البقائی ابو الحسن برہان الدین مورخ ادیب اصلاً بقاع کے تھے اور دمشق میں سکونت پذیر رہے ان کی مشہور کتاب "عنوان الزمان فی تراجم الشیوخ والاقران" ہے ان کی دیگر تصانیف بھی ہیں البدر الطالع (۲۴)

۵۷۔ زکریا بن محمد بن زکریا الانصاری السنیکی المصری الشافعی سنیکہ (شرقی مصر) میں پیدا ہوئے

اور قاہرہ میں تعلیم حاصل کی۔ قاضی و مفسر تھے۔ ان کا شمار اپنے عہد کے حفاظِ حدیث میں ہوتا ہے ابتدائی زندگی عسرت کی تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا تو علم کی خدمت کی۔ اکثر تصانیف زیورِ طبع سے آراستہ ہوگئی ہیں الکواکب السائرہ، ۱ : ۱۹۶، النور السافر، ۱۲۰، معجم المطبوعات ۱ : ۴۸۳۔

۵۸۔ دیکھیں : ص ۸، ۷

۵۹۔ محمد بن سلیمان بن سعد بن مسعود الرومی الحنفی محی الدین ابو عبداللہ الکافیجی معقولات کے بڑے عالم تھے کافیجی کے نام سے مشہور تھے۔ کہ انہیں کافیہ سے خاص شغف تھا علامہ سیوطی کو ان سے خاص تعلق تھا۔ الشقائق النعمانیہ، ۱ : ۶۸، الضوء اللامع، ۷ : ۲۵۹، مفتاح السعادہ، ۱ : ۴۵۴، شذرات ۷ : ۳۲۶، الفوائد البھیہ (۶۹)

۶۰۔ محمد بن علی بن وھب بن مطیع ابو الفتح تقی الدین القشیری۔ القاضی۔ اصول کے اکابر علماء میں سے ہیں۔ اور اپنے وقت کے مجتہد تھے۔ دمشق اور قاہرہ میں تعلیم حاصل کی۔ اور دیار المصریہ میں قاضی مقرر ہوئے فقہ و احادیث میں تصانیف ہیں الدرر الکامنہ، ۳ : ۹۱ مفتاح السعادۃ ۲ : ۲۱۹ فوات الوفیات ۲ : ۲۴۴، شذرات، ۶ : ۵، BROCK 2 : 75 ، 5 : 6

۶۱۔ محمد بن محمد بن محمد بن علی بن یوسف ابو الخیر شمس الدین المصری الدمشقی ثم الشیرازی الشافعی الشہیر با بن الجزری حافظ الحدیث اپنے زمانے کے شیخ القراء حدیث و قرأت میں صاحب تصنیف۔ النشر ۱ - ذ - خ طبقات الحفاظ السیوطی، ۳ : ۸۵، مفتاح السعادۃ، ۱ : ۳۹۲ غایۃ النھایۃ، ۲ : ۲۴۷، الشقائق النعمانیہ، ۱ : ۳۹، الضوء اللامع، ۹ : ۲۵۵،

۶۲۔ کشف الظنون ۲۷، ۲۸، ۲۰۲۸

۶۳۔ عمر بن علی بن احمد الانصاری الشافعی سراج الدین ابو حفص المعروف بابن الملقن آبائی

وطن وادی آش (اندلس) ولادت و وفات قاہرہ میں حدیث فقہ تاریخ رجال کے اکابر علمار میں شمار ہوتے تھے۔ تقریباً تیس کتابوں کے مصنف تھے۔ طبقات الحفاظ (۱۹۷)(۳۶۹) الضوٗ اللامع، ۱۰۰۶، خطط مبارک، ۴: ۱۰۵ (BROCK 1: ۱۶۴/۱۵۹

۶۴۔ دیکھیں ص ۱۰

۶۵۔ دیکھیں ص ۸

۶۶۔ شرح نخبۃ الفکر (۳)

۶۷۔ علی بن محمد سلطان (بہت سی کتابوں میں علی بن سلطان) المعروف بالقاری نورالدین حنفی فقیہ محدث۔ اپنے زمانے کے سربرآوردہ علمار میں سے تھے۔ ہراۃ میں پیدا ہوئے اور مکہ میں سکونت اختیار کی وہیں وفات پائی۔ قرآن کی کتابت سے زندگی گزر بسر کرتے۔ بہت سی کتابوں کے مصنف تھے۔ خلاصۃ الاثر، ۳: ۱۸۵ الفوائد البھیہ، ۸۔ البدر الطالع ۱: ۴۴۵ معجم المطبوعات، ۱۷۹۱۔

۶۸۔ محمد عبدالرؤف بن تاج العارفین بن علی بن زین العابدین الحدادی ثم المناوی القاہری، زین الدین۔ دین فنونِ اسلامیہ کے جلیل القدر علمار میں سے تھے، عابد و زاہد تھے۔ قلیل الطعام اور کثیر السفر تھے مفید مقبول کتابیں لکھیں۔ خلاصۃ الاثر، ۲: ۴۱۲ - ۴۱۶ معجم المطبوعات ۱۷۹۸، آداب اللغۃ، ۳: ۳۲۳۔

۶۹۔ قاسم بن قطلوبغا زین الدین عالم مورخ مصنف فقیہ الحنفیہ۔ سخاوی کا کہنا ہے کہ وہ امام، علامہ زبان آور اور قادر علی المناظرہ تھے۔ البدر الطالع، ۲: ۴۵، شذرات ۷: ۳۲۶، الضوٗ اللامع، ۶: ۱۸۴ - ۱۹۰، الفوائد البھیہ ۹۹۔

۷۰۔ احمد بن محمد بن محمد بن حسن بن علی الشمنی الاسکندری، ابوالعباس، تقی الدین، اسکندریہ میں

پیدا ہوئے اور قاہرہ میں فوت ہوئے۔ فقہ و حدیث میں تصانیف چھوڑی ہیں۔ شذرات ، ۱ : ۳۱۳، البدر الطالع ، ۱ : ۱۱۹، الضوء اللامع ۲ : ۱۶۴

۷۱۔ ابراہیم بن ابراہیم بن حسن اللقانی۔ ابوالامداد برہان الدین ، فاضل ، متصوف ، مالکی المذہب مختلف موضوعات پر کتابیں تصنیف کیں۔ ہدیۃ العارفین ، ۱ : ۳۰ ، ایضاح المکنون ، ۱ : ۲۴۷، خطط مبارک ، ۱۵ : ۱۶، المکتب الازہریہ ، ۱ : ۲۹۷۔

۷۲۔ شہاب الدین ابوالعباس احمد بن فرح اللخمی المالکی فقیہ الشافعی اپنے وقت علماء حدیث میں سے تھے۔ حدیث و فقہ میں تصانیف ہیں۔ اربعین نووی کی شرح لکھی۔ اور مصطلح الحدیث میں قصیدہ نظم کیا۔ الرسالۃ المستطرفہ ۱۶۲، شذرات الذہب ، ۱ : ۴۴۳ ، دائرہ معارف اسلامیہ ، ۱ : ۲۵۱۔

۷۳۔ شرف الدین حسین بن محمد الطیبی آٹھویں صدی کے علماء حدیث تفسیر و بیان میں خاص مقام رکھتے تھے۔ صاحب ثروت تھے۔ اور زندگی بھر مال خرچ کرتے رہے۔ تفسیر و حدیث اور بیان میں وقیع تصنیفات کے مالک تھے۔ الدرر الکامنہ ۲ : ۶۸، البدر الطالع ، ۱ : ۲۲۹، شذرات الذہب ، ۶ : ۱۳۷ ، بغیۃ الوعاۃ ، ۲۲۸۔

۷۴۔ محمد بن ابی بکر بن عبدالعزیز بن محمد۔ ابوعبداللہ عزالدین الکنانی الحموی الشافعی المعروف بابن جماعہ اصول جدل لغت اور بیان کے عالم تھے۔ کثیر التصانیف بزرگ تھے۔ سخاوی کے بقول ہر فن میں کچھ نہ کچھ لکھا۔ حسن المحاضرہ ۱ : ۲۳۶ ، بغیۃ الوعاۃ ، ۲۵، الضوء اللامع ۷ : ۱۷۱، شذرات الذہب ، ۷ : ۱۳۹، عطیہ بن عطیہ البرہانی الشافعی

۷۵ محمد بن یحییٰ بن عمر بن احمد بن یونس بدر الدین القرافی فقیہ مالکی لغوی۔ مؤطا کی شرح لکھی خلاصۃ الاثر (۴) معجم المطبوعات ۲۷ : ۱۵۰ (۳۱۶) ۴۱۱ : ۲ BROCK۔

۷۶۔ عطیہ بن عطیہ البرھانی۔ الشافعی فقیہ فاضل اجہور (مصر) میں پیدا ہوئے اور قاہرہ میں تعلیم حاصل کی اور وہیں وفات پائی۔ علوم القرآن پر کتاب لکھی اور جلالین کے الفاظ کی وضاحت لکھی۔ مصطلح الحدیث پر حاشیہ شرح البیقونیہ لکھی۔ سلک الدرر، ۵: ۲۷۵ - ۲۷۳، الکتبخانہ، ۱: ۱۱۲، خطط مبارک، ۸: ۳۴،

۷۷۔ محمد بن عبدالباقی بن یوسف بن احمد بن علوان الزرقانی المصری المالکی ابوعبداللہ۔ مصر میں خاتم المحدثین ولادت ووفات قاہرہ میں شرح مواہب اللدنیہ، شرح المؤطا کے علاوہ شرح البیقونیہ ان کی مشہور تصنیف ہے۔ الرسالۃ المستطرفہ، ۱۴۳ سلک الدار، ۴: ۳۲، BROCK-S-۲: ۴۳۹۔

۷۸۔ علی بن محمد علی المعروف شریف الجرجانی، فلسفی، عربی زبان و ادب کے مشہور عالم، منطق و فلسفہ میں مشہور تصانیف حاشیہ علی المشکوۃ اور اصول حدیث پر رسالہ ان کے تبحر علمی کی مشہور یادگار ہیں الفوائد البھیہ، ۱۲۵، مفتاالسعادہ ۱: ۱۶۷، الضوالامع، ۵: ۳۲۸، اداب اللغۃ، ۳: ۲۲۵،

۷۹۔ محمد بن ابراہیم بن علی بن المرتضی بن المفضل الحسنی القاسمی۔ ابوعبداللہ عزالدین آل الوزیر میں سے۔ مجتہد صاحب قلم یمن کے سرکردہ علماء میں سے تھے شوکانی کہتے ہیں کہ لوگوں سے کنارہ کش ہوگئے تھے صنعاء میں انتقال ہوا۔ وہ تیس کتابوں کے مصنف تھے۔ البدر الطالع ۲: ۸۱ - ۹۳، ابجد العلوم، ۸۶۷، الضوالامع، ۶: ۲۷۲، توضیح الافکار، ۱: ۶۶

۸۰۔ محمد بن اسماعیل بن صلاح بن محمد الحسنی الکحلانی ثم الصنعانی۔ ابوابراہیم عزالدین المعروف بالامیر الصنعانی۔ مجتہد یمن میں امامت کے گھرانے سے متعلق تھے عوام اور جہلاء کے ہاتھوں سختیاں جھیلیں نواب صدیق خان کے بقول ان کی ... اکے قریب تصنیفات تھیں جو ان کے پاس موجود تھیں

حدیث اور کلام میں ان کی کتابیں چھپ چکی ہیں۔ ابجد العلوم، ۸۶۸۔ البدر الطالع، ۲: ۱۳۳
توضیح الافکار، ۱: ۴۳، ۵۶۲: ۲ ،BROCK. S۔

۸۱۔ محمد صدیق خان بن حسن خان بن علی بن لطف اللہ الحسینی البخاری القنوجی ابو الطیب اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے کام کرنے والے۔ قنوج میں پیدا ہوئے دہلی میں تعلیم حاصل کی۔ بھوپال میں مقیم ہوئے ملکۂ بھوپال سے شادی ہوئی۔ زندگی بھر تصنیف و تالیف میں مصروف رہے۔ حلیۃ البشر جلاء العینین، ۲۰۷، ابجد العلوم، ۹۳۹، اداب اللغۃ، ۴: ۲۶۴، ڈاکٹر سعید اللہ قاضی نے نواب صاحب پر ایم فل کے لئے کیمبرج میں مقالہ لکھا اور جو بعد میں غالباً چھپ گیا۔

۸۲۔ جمال الدین بن محمد سعید بن قاسم الخلاق اپنے دور میں شام کے امام دین کے زبردست داعی اور فنون و ادب میں دسترس رکھنے والے ولادت وفات دمشق میں ہوئی۔ سلفی العقیدہ اور تقلید کے خلاف۔ حاسدوں نے وقت کی حکومت کو ان کے خلاف بھڑکایا کہ وہ نئے مذہب کے بانی ہیں۔ لیکن وہ اس کی تردید میں کامیاب ہوئے اور اپنا سارا وقت تصنیف و تالیف میں صرف کیا۔ الاعلام، ۲: ۱۳۱،

۸۳۔ طاہر بن صالح بن احمد بن موہب السمعونی الجزائری ثم الدمشقی لغت ادب کے اکابر علماء میں سے تھے ولادت وفات دمشق میں ہوئی مخطوطات سے گہری دلچسپی کے باعث دار الکتب الظاہریہ کے مدیر مقرر ہوئے قاہرہ اور مصر میں تعلیمی سرگرمیوں میں مصروف رہے مجمع العلمی العربی کے رکن تھے زندگی بھر پڑھنے لکھنے کا شغل رہا۔ بڑی وقیع تصنیفات کے مالک تھے۔
مجلۃ مجمع العلمی العربی، ۱: ۱۷، ۳: ۱۷۱، محاضرۃ کرد علی فی مجلۃ المجمع، ۸: ۵۷۷۔
۵۹۶ الاعلام، ۳: ۳۲۰۔